عبدالحمید ازہر
مکتب الدعوة — اسلام آباد۔

اہلِ تقلید اور اہلحدیث

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْکَلَامِ کَلَامُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔

اَمَّا بَعْدُ!

تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والا ہر طالب علم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ صحابۂ کرامؓ نور یافتگان نگاہ نبوت کے عہد باسعادت کے بعد کی تاریخ افتراق و اختلاف کی المناک داستان ہے، اس لیے کہ ان کے مبارک عہد کے ختم ہوتے ہی مختلف فتنوں نے سر اٹھایا۔ رفتہ رفتہ یہی فتنے مذہبی فرقوں کی شکل اختیار کرتے گئے۔

کہیں خارجی فساد فی الارض کے لیے کوشاں ہوئے، کہیں سبائیوں نے زیر زمین سرگرمیاں شروع کیں، کہیں ارباب اعتزال توحید و عدل کا لبادہ اوڑھے نظر آئے، کہیں فلسفہ کی دکانیں سجیں، کہیں اہلِ کلام نے خرد کی گتھیاں سلجھانے کی

ناکام کوششیں کیں، کہیں ہندی و یونانی فلسفہ تصوّف کا خرقہ پہنے سادہ لوح مسلمانوں فریب دینے نکلا۔ فتنوں کا طوفان کچھ اس طرح بلند ہوا کہ :

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ ...... اِلَّا مَنْ رَّحِمَ، کا نقشہ سامنے آگیا۔

فرقوں پر فرقے ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کا مصداق بنتے گئے۔

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ٥

"اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے، لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

لیکن ایک جماعت علیٰشہ موجود رہی جو فتنوں کے اس طوفان میں سنّت و عمل بالحدیث کی کشتی نوحؑ میں سوار رہی۔ کوئی گمراہی ان کے عقائد و اعمال کو متاثر نہ کر سکی، آندھیاں اٹھیں، لیکن کوئی بگولہ ان کے مطلعِ ایمان کو گرد آلود نہ کر سکا، پے در پے زلزلے آئے۔ لیکن ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی، ایک فتح نصیب لشکر تھا کہ جس کے سامنے ابلیس کے سوار و پیادہ لشکر جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ٥ کی تفسیر بن کر رہ گئے۔ یہی وہ طائفہ منصورہ تھا کہ الصّادق المصدوق حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق خبر دی تھی :

اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَّالنَّصَارٰى عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا فِرْقَةً وَّاحِدَةً۔ (سنن اربعہ)

ترجمہ: "یہود کے اکہتر (۷۱) فرقے بنے اور نصرانیوں کے بہتّر (۷۲) اور میری امت تہتّر (۷۳) فرقوں میں بٹے گی۔ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقے کے"۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بیان فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا:

اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ۔

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب بغدادی)

"اگر وہ جماعت اہلحدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں"۔

حضور الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کے قیامِ قیامت تک ہمیشہ رہنے کی بشارت بھی دی۔ فرمایا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ

مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (متفق علیہ)

"میری امت میں قیامت تک ایک جماعت رہے گی جو حق پر قائم رہنے والی ہوگی، ان کا ساتھ نہ دینے والے ان کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے"

امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، حضرت یزید بن ہارونؒ اور علی بن المدینیؒ بیک زبان فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جماعت اہلحدیث ہی ہے۔

یہ ہے جماعت اہلحدیث کی تعریف اور اس کا مختصر تعارف تاریخ کے اوراق اس امر کے شاہد عدل ہیں کہ یہ جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمیشہ حق کی حامل وداعی اور علم کتاب وسنّت کی امین اور عمل بالکتاب والسّنّة کی نقیب رہی ہے۔

تاریخ کے مختلف ابواب پر نظر ڈالیے:

حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم رسالت خالدہ کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ آپؐ کے فرامین قیامت تک نشان منزل ہیں اور آپ کی سیرت طیّبہ رہتی دنیا تک مشعل راہ۔

حضور فداہ ارواحنا وآباؤنا وامہاتنا کی دنیوی زندگی سنّتِ الٰہی کے مطابق محدود رسالت کا زمانہ تا قیامت ممدود یہ اسوۂ حسنہ کیسے زندہ رہا۔ زمانۂ نبوت و رسالت کا ایک ایک لمحہ جس میں پوری انسانیت کے لیے ہدایت ونور ہے کیسے محفوظ رہا؟ یہ معجزہ کن ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوا!

کوئی صاحب انصاف، ذی علم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ اہلحدیث ہی کے اسلاف تھے کہ قدرت نے جنہیں اس معجزہ کی رونمائی کرنے کے لیے منتخب فرمایا؛

وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وغیرہم وکثیر ماہم نے زبان نبوّت سے ہر کلمہ محفوظ کر لیا پیش آنے والے ہر واقعہ کو یاد رکھا۔ یہاں تک کہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ٹیپ ریکارڈوں اور متحرک کیمروں کی مدد سے بھی شاید اس عہد سعادت مہد کا اس قدر کامل اور واضح

تصویر محفوظ نہیں کی جاسکی تھی جس قدر ان اصحاب نے خداداد حافظہ اور عشقِ رسالت کے جذبے کی بدولت کرلی۔

ع اولئک آبائی فجئنی بمثلھم

آخری آسمانی ہدایت ہوتے ہوئے ضروری تھا کہ اسلامی شریعت نہ صرف نظری طور پر محفوظ رہے، بلکہ اس کا عملی طور پر بھی تسلسل کے ساتھ باقی رہنا ناگزیر تھا کہ اس کے بغیر محض کتابی حفاظت بے فائدہ ہے۔

ایک مرتبہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ پیش آنے والے بعض حوادث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ اس وقت ہوگا جب کہ دنیا سے علم اٹھ چکا ہوگا۔ زیاد بن لبیدؓ کہنے لگے اے اللہ کے رسول یہ کیسے ہوگا کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنی اولادوں کو پڑھاتے ہیں وہ آئندہ نسلوں تک پہنچادیں گے تو کیا تا قیامت ایسا ہی نہ ہوگا؟ فرمایا: زیاد! میں تو تمہیں مدینہ کے سمجھدار لوگوں میں شمار کرتا تھا۔ ان یہودیوں اور نصرانیوں کو دیکھو کہ تورات و انجیل پڑھتے تو ہیں، لیکن ان پر عمل نہیں کرتے انہیں ان کا فائدہ؟ (ابنِ ماجہ، ترمذی، حاکم، مسند احمد)

سلف صالحینؒ نے جہاں علمی طور پر قرآن وحدیث کے محفوظ رکھنے کا مقدس فریضہ انجام دیا وہاں انھوں نے عمل بالکتاب والسّنّۃ کا جذبہ بھی آئندہ نسلوں تک پہنچایا اور ان فکری لغزشوں پر بروقت تنبیہ فرمائی جن کے سبب انسان جادۂ حق سے ہٹ کر ٹھوکریں کھاتا ہوا ضلال بعید تک جا پہنچتا ہے۔

عمل بالکتاب والسنۃ کے راستہ میں بڑی رکاوٹ اتباعِ رائے ہے۔ رائے کا بے ضرورت استعمال رفتہ رفتہ اُسے نصوص کے بالمقابل لے آتا ہے۔ اور بالآخر فلما جاءتھم رسلھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم پر منتج ہوتا ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ انتباہ کس قدر بروقت تھا:

ایاکم واصحابَ الرّائی فانھم اعداء السّنن اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا فقالوا بالرّائی فضلوا واضلّوا (الاعلام ص ۱۹)

"اہلِ رائے سے دُور ہو کیونکہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں، احادیث یاد نہ کرسکے تو اپنی رائے سے فتوے دینے لگے، اس طرح خود گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا"

کتاب وسنت پر عمل کرنے کی سعادت سے محروم کرنے میں ایک اور بڑی رکاوٹ تقلید شخصی ہے کسی عظیم شخصیت سے تأثر بالکل فطری عمل ہے لیکن کسی بھی امتی کی تعظیم میں یہ غلو کہ مقام رسالت کا شرف او جھل ہو جائے ایمان و دین کو خطرے میں ڈالنے کی بات ہے۔ امّت کے سلف صالح (صحابۂ کرام ؓ) نے اس مقام پر بھی امت کو بروقت خبردار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حج تمتع کے متعلق ان کے والد گرامی حضرت فاروق اعظم ؓ کے امتناعی حکم کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے جواب ارشاد فرمایا:

"أأمر ابي يتّبع ام امر رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔ ترمذی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع فرض ہے یا میرے والد کی ؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے جاودانی شہرت پا چکا ہے کہ:

ليس احد بعد النبي صلى الله عليه وسلم الا ويؤخذ من قوله ويترك الا النبي صلى الله عليه وسلم۔ (مقدمہ صفۃ صلاۃ النبیؐ)

حج تمتع کے متعلق ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا حکم سنایا گیا تو فرطِ غضب سے فرمایا:

والله انى اخشى ان تمطر عليكم حجارة من السماء اقول لكم قال رسول الله وتقولون قال ابوبكر وعمر۔

بخدا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سناتا ہوں اور تم اس کے مقابلے میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہو۔ (الاحکام لابن حزمؒ)

● صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مبارک عہد گزرتے ہی بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا گمراہیاں رواج پکڑنے لگیں، مختلف گروہ منظم ہونے لگے۔ ہر فرقے نے اپنے غلط عقائد کی تائید و ترویج کے لیے احادیث گھڑنے کی نامبارک کوشش شروع کیں، عام لوگ وضعی احادیث کی ترویج پر متفکر تھے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے

اصحاب الحدیث کو شہادت حق کا منصب عطا کیا۔ علماء اہل حدیث کو رجال و علل حدیث کا علم الہام ہوا۔ یہ ایسی کسوٹی تھی جس نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ علم حدیث کے ان شہسواروں کے میدان میں اترتے ہی جھوٹی احادیث گھڑنے والوں کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔ تب سے اب تک کے بدعتی اور گمراہ طبقے اسناد کے نام سے بدکنے لگتے ہیں۔

اسی لیے امام اہلحدیث حضرت بن مبارکؒ نے فرمایا:

الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء

"یعنی سند کی دینی امور میں خاصی اہمیت ہے، اگر یہ نہ ہو تو جس کا جو جی چاہتا کہہ ڈالتا۔"

اس نازک دور میں حرم نبوت کی حفاظت و حراست کی سعادت بھی کاتبِ تقدیر نے اہلِ حدیث کی قسمت میں لکھی تھی! وکانوا احق بہا واھلہا۔

علماء حدیث کی زبانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت عطا فرمائی کہ ان سے نکلا ہوا ایک ایک کلمۂ جرح جعلی اسناد تیار کرنے والے شیطانوں کے لیے شہاب ثاقب بن گیا۔ حضرت سفیان ثوری کا یہ قول کس قدر بجا ہے:

الملٓئکۃ حراس السماء واصحاب الحدیثِ حرّاس الارضِ

یعنی فرشتے آسمان کے پہریدار ہیں اور اہلحدیث زمین کے۔

(شرف اصحاب الحدیث، صـ ۲۵)

اور کسی نے اصحاب الحدیث کی ان مبارک کوششوں کو یوں خراج تحسین پیش کیا۔

"اگر اہل حدیث نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا۔" (شرف اصحاب الحدیث صـ ۲۹)

● یہی زمانہ ائمۂ اربعہ کا ہے۔ ان کے ارشادات و فرامین پر طائرانہ نظر ہی ڈال لیجے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے نام پر امت کو کئی حصوں میں بانٹ دینے والے کہاں تک ان کے "پیرو" اور مقلد ہیں اور ان کی گستاخی کا طعنہ سننے والے اہل حدیث حضرات ان کے کس قدر "مخالف" ہیں

• امام نعمان بن ثابت کا یہ فرمان اذا صح الحدیث فھو مذھبی توزبان زد خلائق ہے

• حضرت امام اپنے تلمیذ رشید امام ابو یوسف کو تنبیہہ فرماتے ہیں۔ ویحک
یایعقوب لاتکتب کل ماتسمع منی فانی قد اری الرّای الیوم واترکہ غدا واری الرای غدا واترکہ بعد غد۔ اے یعقوب! جو مجھ سے سنو تو سب کا سب نہ لکھا کرو اس لیے کہ میں آج جو رائے قائم کرتا ہوں ممکن ہے کل اس سے رجوع کرلوں اور ممکن ہے پرسوں کل والی رائے نہ رہے۔

• امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انما انا بشر اخطی واصیب فانظروا فی رای فکل ما وافق الکتاب والسنہ فخذوہ وکل مالم یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوہ

میں انسان ہوں میری آراء کتاب وسنت کی روشنی میں پرکھو، موافق ہوں تو عمل کرو، مخالف ہوں تو چھوڑدو۔

امام شافعی فرماتے ہیں۔

ہم میں ہر ایک بھول سکتا ہے، اس پر حدیث سنت مخفی رہ سکتی ہے، لہذا میرا کوئی بھی فعل اور میرا مقرر کیا ہوا کوئی بھی اصول اگر حدیث رسول ؐ کے خلاف ہو تو فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق ہے اور میرا قول بھی وہی ہے۔

نیز فرمایا:

ہر وہ مسئلہ جس میں میرا قول حدیث کے خلاف ہو تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں اور اگر میرے مرنے کے بعد ملے تو میرا اس مسئلہ سے رجوع سمجھا جائے۔

ان کے تلمیذ رشید ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی اپنی مختصر کی ابتدا ان سطور سے کرتے ہیں۔

میں نے اس کتاب میں امام محمد بن ادریس الشافعی کے علم کا خلاصہ پیش کیا ہے تاکہ خواستگاروں کی دسترس میں ہو ساتھ ہی یہ بھی بتادوں کہ امام شافعی ؒ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔

امام اہل السنۃ والحدیث احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میری تقلید نہ کرو نہ شافعیؒ و مالکؒ کی نہ اوزاعیؒ و ثوریؒ کی بلکہ جہاں سے انھوں نے لیا وہیں سے تم مسائل اخذ کرو۔ رائے اوزاعیؒ کی ہو یا مالک کی، ابو حنیفہؒ کی ہو یا میری، محض رائے ہے، دلیل و حجت تو احادیث میں ہے۔

ائمہ کرام کے یہ فرامین اس حقیقت کی زندہ شہادت ہیں کہ اہلِ حدیث ہی ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور ان کی تقلید کا دم بھرنے والے ان کے ارشادات کو عرض الحائط مار چکے ہیں۔

بحسبِ فرمان امام ولی اللہ محدث دہلوی م ۱۱۷۶ھ "تقلید چوتھی صدی ہجری میں جاری ہوئی"۔ اور تقلید کا طرہ امتیاز ہے کسی ایک امام کا فتویٰ اندھادھند مان لینا اگرچہ اس فتویٰ کے خلاف حدیث صحیح بھی کیوں نہ ہو۔ اور ایسے لوگوں نے خود کو بڑے فخر کے ساتھ اہل الرائے یا اصحاب الرائے کہا اور کہلایا۔

ان کے مقابلے میں ایک گروہ ہے جو امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ تسلیم کرتا اور کسی ایک یا چاروں اماموں کو مفترض الطاعۃ نہیں سمجھتا۔ چونکہ یہ لوگ حدیث نبوی پر تکیہ رکھتے ہیں۔ اس لیے اہل الرائے کے مقابلے میں خود کو اہلِ حدیث کہتے اور کہلاتے ہیں۔

اہل حدیث کی مسلّمہ کتابوں میں اولاً قرآن مجید ہے اور ثانیاً حدیث کی کتابوں کی صحیح حدیثیں ان کتابوں میں صحیح بخاری ہے۔ صحیح مسلم ہے۔ سنن ابو داؤد سنن نسائی و سنن ابن ماجہ و جامع ترمذی تو ہیں ہی۔ ان کے سوا جس کتاب سے صحیح یا حسن حدیث ملے۔ اس پر عمل کرنا ان کا دستور ہے۔